اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر:- غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ... قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ...

نمبر ۱۴۷ | مؤرخہ ۱۱ جون ۱۹۳۳ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۶ صفر ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۸ جون بوقت تین بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج بھی پیچش کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

جناب چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز ہائی سکول چند دنوں سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ اگرچہ پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ مگر صحتِ کامل کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔

قادیان کی اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کرنے کی طرف لوکل انجمن احمدیہ خاص طور پر توجہ دے رہی ہے۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے مرد اور عورتیں اسلام قبول کر چکی ہیں۔ ان کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے تعلیم و تربیت کا انتظام کر دیا گیا ہے ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

چند روحانی نکتے

(فرمودہ ۱۱ جون ۱۹۰۳ء)

۱۔ اللہ تعالیٰ کسی کی سعی کو ضائع نہیں کرتا۔ جوئندہ یابندہ ؞

۲۔ صاحب شریعت اور صاحبِ عرفان دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک کا علم سماع پر موقوف ہے۔ دوسرا رؤیت سے کہتا ہے ایک ہر ایک بات کا ظنی علم رکھتا ہے۔ دوسرا حقیقی عرفان ؞

۳۔ ذات پات نہ پوچھے کو ؞ جو ہر کو بھجے سو ہر کا ہو۔

ایک سچا شعر ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ مگر پرستش سے پہلے معبودِ برحق کے صفات کا علم ہونا چاہیئے ؎

(الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۳ء)

اسلامی ممالک کی خبریں
اور
اہم کوائف

مسلمانان کاشغر کی امداد
کابل سے آمدہ ۶ر جون کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایران نے مسلمانان کاشغر کو اسلحہ اور مال سے امداد دینے کا یقین دلایا ہے۔ نیز ایران اور ترکستان کے مالدار تاجروں نے ان کی اعانت کے لئے چندہ جمع کیا ہے۔ چین اور افغانستان کے مسلمانوں کی طرف سے بھی امدادی رقوم موصول ہوئی ہیں۔ جس سے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ چینی ترکستان میں ایک مستحکم اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔

اینگلو پرشین آئل کمپنی کے تصفیہ کی تفصیلات
سر جان کیڈمین صدر اینگلو پرشین کمپنی نے حصہ داروں کو ایک خط لکھا ہے۔ جس میں انہیں معاہدہ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے اس معاہدہ کو معقول اور منصفانہ قرار دیا ہے۔ اس کے رُو سے محصول سے بالکل رستگاری حاصل کرنے کے لئے پہلے پندرہ سال کمپنی کو [illegible] کم ۲۵ ہزار پونڈ سالانہ دینے پڑیں گے اس کے بعد پھر پندرہ برس تک سالانہ ۳ لاکھ پونڈ۔ فی الحال حکومت ایران کے تمام دعاوی کے سلسلہ میں کمپنی کو یکمشت دس لاکھ پونڈ ادا کرنے پڑیں گے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء سے پہلے پہلے اس علاقہ میں کمپنی کو زمین منتخب کرنی ہوگی۔ جس کا مجموعی رقبہ دس لاکھ مربع میل ہوگا۔ حکومت ایران کمپنی کے کام میں حتی الامکان امداد کرے گی۔ کمپنی جو تیل فروخت کرے گی۔ خواہ ایران میں یا باہر اس پر فی ٹن چار شلنگ ادا کرے گی۔ حصہ داروں کو ۶۷۱۰۰۰ پونڈ منافع تقسیم کرنے کے بعد کل بقایا کا بیس فیصدی حکومت وصول کرے گی۔ پارلیمنٹ ایران نے اس کی منظوری دے دی ہے۔ اب صرف شاہ ایران کی منظوری باقی ہے۔

سلطان ابن سعود کا ولیعہد
معاصر ام القریٰ راوی ہے کہ سلطان ابن سعود کے فرزند اکبر امیر سعود حکومت عربیہ سعودیہ جس میں نجد۔ حجاز و ملحقات بھی شامل ہیں کے ولی عہد مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ۲۲ مئی ۱۹۳۳ء کو ان کی ولیعہدی کی بیعت ہو چکی ہے۔

مجاہدین اندلس کی یادگار منانے کی تقریب
افغانستان کے تازہ اخبارات راوی ہیں۔ کہ ہسپانیہ کے فاتح اعظم حضرت طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں ایران معارف کابل میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں تمام سرکاری حکام۔ علماء اور طلباء شریک ہوئے۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے اخبار پر کئی مضامین پڑھے گئے۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ ہر سال ہسپانیہ کا "یوم الفتح" منایا جائے۔

حکومت حجاز کا وزیر خارجہ
مکہ مکرمہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ شیخ محمد رودت کو حکومت حجاز و نجد کا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ہے۔

افغانستان میں رشوت ستانی کے خلاف جہاد
افغانستان سے آمدہ تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حکومت افغانستان ہر لحاظ سے ترقی کر رہی ہے۔ شاہ کابل خود بہت محنت کے ساتھ نظم و نسق کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ کئی اعلےٰ افسروں کو قرابتداری کے باوجود آپ نے رشوت ستانی کے الزام میں ۵-۵ و ۶-۶ سال کی قید کی سزائیں دی ہیں۔ حالانکہ عام قانون کے رُو سے اس جرم کی سزا چھ ماہ سے زیادہ نہیں۔

ترکی میں چاندی کے سکے
قسطنطنیہ سے ۵ جون کی خبر ہے کہ مجلس ملیہ نے اس امر کی منظوری دے دی ہے کہ چاندی کے سکے جاری کرنے کے لئے چاندی کے ۱۲ ملین پونڈ تیار کئے جائیں۔ چھ ملین پونڈ تبادلہ کے لئے اور چھ ملین پونڈ سکے بنانے کے لئے جمہوریہ کے مرکزی بنک میں چاندی کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔

شاہ افغانستان کی تقریر افتتاح پارلیمنٹ کے موقعہ پر
افغان پارلیمنٹ کے تیسرے سالانہ اجلاس کے افتتاح کے موقعہ پر شاہ افغانستان نے جو تقریر کی۔ اس کے ایک حصہ کا اقتباس گزشتہ پرچہ میں دیا جا چکا ہے۔ دوسرے حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی قوم کو سادہ زندگی اختیار کرنے کی تلقین کی۔ اور کہا۔ کہ اپنی خوشحالی۔ اور فارغ البالی کے لئے قائمی زندگی میں۔ پوشاک میں۔ خوراک میں۔ اور دیگر تفریح میں غیر ضروری مصارف کے بالکل رخ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور [illegible] کی فضول خرچیوں کو بند کر دینا چاہیئے۔

شام کے مستقبل کے متعلق افواہیں
شام کے آئندہ نظام حکومت کے متعلق عرصہ سے مختلف افواہیں پھیل رہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرانس کچھ مدت سے اس کوشش میں ہے۔ کہ جس طرح برطانیہ کے زیر نگرانی عراق میں ایک سلطنت قائم ہو گئی ہے۔ اسی طرح کا انتظام شام میں بھی کر دیا جائے اور اس کی فرمانروائی کے لئے مختلف اصحاب کے نام لئے جا رہے ہیں مثلاً عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر۔ سلطان ابن سعود کے دوسرے فرزند امیر فیصل۔ اور سید امیر علی سابق شریف حسین کے فرزند۔ اس کے لئے ایک تجویز یہ بھی ہے۔ کہ عراق و شام کو اکٹھا کر کے امیر فیصل شاہ عراق کو ہی دونوں سلطنتوں کا بادشاہ بنا دیا جائے۔ شاہ فیصل اسی ماہ میں انگلستان جا رہے ہیں۔ اور وہاں سے فرانس جائیں گے اور حکومت فرانس سے شام کے مستقبل کے متعلق گفت و شنید کریں گے۔ اسی تگ و دو میں امیر علی بھی پیرس جنیوا اور دیگر مقامات پر آ جا رہے ہیں۔

حکومت ایران کا نیا بجٹ
ایران کی پارلیمنٹ نے حال میں بجٹ منظور کیا ہے جس میں آمدنی کا تخمینہ پچاس کروڑ ۶۶ لاکھ تومان اور خرچ کا پچاس کروڑ [illegible] لاکھ تومان رکھا گیا ہے۔ گزشتہ سال کی نسبت آمدنی و مصارف دونوں میں تین تین کروڑ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ زائد خرچ کا بیشتر حصہ بدوی قبائل کو متمدن بنانے۔ اور ان کے اندر زراعت اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے میں صرف ہوگا۔ کم و بیش چار لاکھ انگریزی پونڈ کی رقم شکر سازی کی مشینری خریدنے میں صرف ہوگی۔

حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات کے متعلق خواب
قبل ازیں بعض خوابیں شائع کی جا چکی ہیں۔ اب ایک اور خواب درج کیا جاتا ہے۔ گوجرانوالہ سے رشید احمد خان صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

حضرت سیدہ [illegible] بیگم صاحبہ مرحومہ کی وفات کے متعلق بذریعہ الفضل دیکھنے سے پہلے شیخ مشتاق حسین صاحب احمدی کے یہاں سے خبر پہنچی۔ کہ پرتاپ اخبار میں وفات کی خبر درج ہوئی ہے لیکن اس پر یقین نہ کیا گیا۔ جب اخبار الفضل پہنچا۔ تو اسے دیکھتے ہی غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ میں۔ اور میری بیوی بچے رونے لگے۔ حضور کی خادمہ یعنی میری اہلیہ صغریٰ بیگم صاحبہ کی زبانی معلوم ہوا کہ انہوں نے قبل از وفات مرحومہ۔ ایک ہفتہ گزرا۔ خواب دیکھا تھا۔ کہ ایک بہت بڑا عالیشان مکان ہے۔ جہاں بہت سی مستورات کا مجمع ہے۔ اس میں حضرت سیدہ مرحومہ تمام مستورات سے مصافحہ کرتی پھر رہی ہیں۔ اور مستورات میں شور برپا ہو رہا ہے۔ کہ جس نے مصافحہ نہیں کیا۔ وہ مصافحہ کر لے سیدہ مرحومہ تشریف لے جا رہی ہیں۔ میری اہلیہ نے بھی مصافحہ کیا۔ مگر یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ سیدہ کہاں تشریف لے جا رہی ہیں انہوں نے سیاہ برقعہ پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ چہرہ پر خوشی کے آثار تھے لیکن خاموشی سے مصافحہ کرتی ہوئی گزر رہی تھیں۔ اتنا دیکھ کر آنکھ کھل گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

اچھوتوں کو ہندوؤں میں جذب کرنے کیلئے گاندھی جی کی جدوجہد

اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کی ضرورت

گاندھی جی نے ایک عرصہ تک حکومت کا یار وفادار رہنے اور خاص کر جنگ عظیم میں ہر ممکن امداد دینے کے بعد جب جنگ ختم ہونے پر یہ دیکھا۔ کہ حکومت نے اڑے وقت میں اہل ہند سے جو وعدے کئے تھے۔ انہیں پورا کرنے کا موقعہ آگیا ہے۔ تو وہ حکومت کے خلاف سیاسی لیڈر کی صورت میں رونما ہو گئے۔

مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش

انہوں نے سب سے پہلی کوشش یہ کی کہ اپنے آپ کو ہندو مسلمانوں کا متفقہ لیڈر ظاہر کریں۔ اس کے لئے مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ چونکہ مسلمانان ہند ٹرکی و دیگر اسلامی علاقہ جات کے اس افسوسناک انجام کی وجہ سے جو جنگ کے نتیجہ میں ہوا۔ بہت متاثر اور مغموم تھے۔ سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین سمجھتے ہوئے اس کے اقتدار کی حفاظت کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ اس لئے جب انہوں نے اس غرض سے خلافت کمیٹی قائم کی۔ تو گاندھی جی نے بھی اس کی تائید و حمایت کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ اور ان کی تحریک دوسرے ہندوؤں نے بھی ہمدردی کا اظہار کیا:

خلافت ٹرکی کا خاتمہ

اگرچہ خلافت ٹرکی کی حفاظت کے لئے مسلمانوں نے لاکھوں روپیہ جمع کیا۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں بھی اٹھائیں۔ لیکن چونکہ منشا ایزدی یہ تھا کہ اس نام کی خلافت کا اب نام و نشان ہی مٹا دیا جائے۔ اس لئے مسلمانوں کی تمام کوششوں کا انجام تو وہی ہونا تھا۔ جو ہوا۔ لیکن گاندھی جی۔ اور دوسرے ہندوؤں کی حمایت نے اس انجام کو بہت قریب کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے خود ترکوں کے ہاتھوں اس نام نہاد خلافت کا کلیتہً خاتمہ کرا کر گاندھی جی۔ اور ان کے پیروؤں کے اس ادعا کے بارے مسلمانوں کو بچا لیا۔ کہ انہوں نے اسلامی خلافت قائم رکھنے میں مدد دی:

مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کی غرض

غرض اس موقعہ پر گاندھی جی نے مسلمانوں میں رسوخ حاصل کرنے اور ان میں اعتماد جمانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد بھی انہوں نے اس کوشش کو جاری رکھا۔ اور جہاں تک زبانی دعوؤں کا تعلق ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ہر قسم کے بڑے سے بڑے وعدے دیئے۔ اپنا سب کچھ ان کے لئے قربان کر دینے اور ان سے کسی چیز کی توقع نہ رکھنے کے اعلانات میں کمی نہ کی لیکن دراصل ہر وقت اور ہر لمحہ ان کے پیش نظر یہ بات رہی۔ کہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر حکومت کو اپنے مطالبات منوانے کے لئے مجبور کیا جائے۔ اور اس طرح ہندوؤں کو سیاہ و سفید کا مالک بنا کر مسلمانوں کو ان کی غلامی میں دھکیل دیا جائے۔ اگر گاندھی جی کی تمام سرگرمیوں پر نظر کی جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھا جائے۔ کہ انہوں نے باوجود مسلمانوں کی خیر خواہی کے متعلق بڑے بڑے دعوے کرنے کے کسی ایک موقعہ پر بھی ان کے بارے میں منصفانہ رویہ اختیار نہ کیا۔ اور نہ ان کے حقوق کی کوئی پروا کی تو یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ کہ ان کے مدنظر مسلمانوں کی خیر خواہی نہ تھی۔ بلکہ انہیں اپنی مصنوعی ہمدردی کا یقین دلا کر اپنے حقوق سے غافل کر دینا۔ اور ان پر ہندوؤں کا تسلط جمانا تھی:

نئی راہ

آخر جب حالات اور واقعات نے مسلمانوں پر گاندھی جی کی حقیقت ظاہر کر دی۔ اور ادھر گاندھی جی پر واضح ہو گیا۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے جو جال تیار کیا تھا۔ وہ بیکار ثابت ہو چکا ہے۔ تو انہوں نے ایک اور راہ اختیار کی اور وہ یہ کہ اپنے آپ کو ملیم [illegible] مذہبی آدمی قرار دے کر اور ہندو دھرم کی حفاظت کو اپنا پرم دھرم بتا کر اچھوت اقوام کو ہندوؤں میں شامل کرنے کی کوشش شروع کر دی:

گاندھی جی کا اعلان

چنانچہ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ

"میں ہندوؤں اور اچھوتوں کو ظاہرا طور پر ملتے ہوئے دیکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ میری یہ خواہش ہے۔ کہ وہ بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے گلے مل جائیں۔ اور اپنی زندگی کے اس خواب کو جسے میں گزشتہ پچاس سال سے لے رہا ہوں۔ پورا کرنے کے لئے آج میں نے اپنے آپ کو اس کڑی آزمائش میں ڈال دیا ہے" (پرتاپ ۲۳۔ ستمبر ۱۹۳۲ء)

گویا اچھوتوں کو ہندوؤں میں شامل کرنے کی جو مہم گاندھی جی نے اب شروع کی ہے۔ یہ ساری عمر ان کے پیش نظر رہی ہے پہلے انہوں نے اس میں کامیابی حاصل کرنے کا اور طریق اختیار کیا اور وہ یہ کہ مسلمانوں کا کانٹا ہندوؤں کے رستہ سے ہٹا دیا جائے۔ اور ان پر پورا تسلط جما لیا جائے۔ پھر اچھوتوں پر ہاتھ صاف کر لیا جائے۔ لیکن چونکہ اس طریق عمل میں ان کو حسب خواہش کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس لئے انہوں نے دوسری راہ اختیار کی۔ اور وہ یہ کہ اچھوتوں کو ہندوؤں کے ساتھ ملا کر ایک ایسی طاقت مہیا کر لی جائے۔ جس کے مقابلہ کی کسی غیر مسلم قوم کو جرأت نہ ہو سکے:

گاندھی جی کیا چاہتے ہیں

چنانچہ انہوں نے اعلان کر دیا۔ کہ

"جس بات کی مجھے ضرورت تھی۔ اور جو کچھ میں اب بھی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اچھوت اعلےٰ ذات کے ہندوؤں میں مکمل طور پر جذب ہو جائیں" (پرتاپ ۹ نومبر ۱۹۳۲ء)

حتیٰ کہ انہوں نے کہہ دیا۔

"جس چیز کے لئے میں زندہ ہوں۔ اور جس کے لئے میں مرنے میں خوشی محسوس کروں گا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اچھوت پن کی لعنت کو ہندو سوسائٹی سے بالکل نکال دیا جائے"

چونکہ چھوت چھات ہندو دھرم کی ایک اہم تعلیم۔ اور راسخ الاعتقاد ہندوؤں کے لئے ایک مقدس چیز ہے۔ اور ہندوؤں کو اسے ترک کرنے پر آمادہ کرنا کوئی آسان کام نہیں اس لئے گاندھی جی جان دینے کی دھمکیاں دے کر۔ اور ان دھمکیوں کو ظاہر شکل میں عملی جامہ پہنانے کے لئے فاقہ کشی اختیار کر کے چاہتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کو اس کے لئے آمادہ کریں۔ چنانچہ حال میں انہوں نے جو ۲۱ روز کا فاقہ کیا۔ یہ اسی غرض سے تھا۔ کہ ہندو انہیں جان کنی کی حالت میں دیکھ کر نرم ہو جائیں۔ اور اچھوت اقوام کو وہ حقوق دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ جن سے

ہندو دھرم نے انہیں محروم قرار دے رکھا ہے ؛

گاندھی جی کے مؤید ہندو

اگرچہ ہندوؤں کا وُہ طبقہ جس کے دل میں اپنے دھرم کی قدر و وقعت ہے۔ اور جو ہر حال میں اس کے احکام کی پابندی اپنا فرض سمجھتا ہے ۔ گاندھی جی کی فاقہ کشی کو کوئی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ اس کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے۔ کہ ہندو دھرم گاندھی جی کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس کے لئے ایک کیا بیسیوں گاندھی قربان کئے جاسکتے ہیں۔ تاہم وُہ لوگ جو ہر موقعہ پر ہندو دھرم کے احکام میں حسب منشاء تغیر و تبدل کر لینا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ وُہ گاندھی جی کی پُرزور تائید کر رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کو اس بات کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملالیں ؛

ہندوؤں کو کس طرح آمادہ کیا جارہا ہے

جس رنگ اور طریق سے ہندوؤں میں یہ تحریک کی جا رہی ہے۔ اس کا کسی قدر پتہ حسب ذیل اقتباس سے لگ سکتا ہے ۔"ملاپ" (۳۱ مئی) لکھتا ہے :۔

"کہتے ہیں۔ کہ اچھوت ادھار کی تحریک کا ملکی آزادی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ لیکن تعلق ہو۔ یا نہ ہو۔ عام لوگوں کے دماغ میں یہ راز کھلتا ہو۔ یا نہ کھلتا ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ مہاتما گاندھی کی نگاہوں میں ہندوستان کی اس وقت سب سے بڑی ضرورت چھوت چھات کا ناش کرنا ہے۔ سب سے بڑی مہم ہمراتری جہاد ہے۔ اور سب سے بڑا اہم کام اونچ نیچ کا خاتمہ ہے۔ اسی مقصد کے لئے انہوں نے برت رکھا۔ اور ابھی نامعلوم اور کتنے برت انہیں رکھنے پڑیں گے۔ اور دقیانوسی ہندوؤں اور کانگرسی ہندوؤں کے دماغ میں یہ بات کب بیٹھے گی۔ کہ بلاشک و شبہ ملکی آزادی سے زیادہ ضروری مسئلہ اس وقت اچھوت ادھار ہی ہے۔ اور اس کے بغیر کوئی قدم آگے اٹھانا قطعاً ناممکن ہے۔ اس سے پہلے ایک غلط قدم اٹھایا جاچکا ہے۔ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے سے پہلے اور ان سے سمجھوتہ کئے بغیر جنگ شروع کی جاچکی ہے۔ اس غلطی کا خمیازہ نامعلوم کب تک بھگتنا پڑے۔ کیا اس غلطی کا پھر اعادہ کیا جانا چاہیئے "

اچھوتوں کو جذب کرنے کی غرض

مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ وُہ ملکی آزادی جس کے لئے قانون نمک کی خلاف ورزی کے لئے روانہ ہوتے وقت گاندھی جی نے یہاں تک کہا تھا۔ کہ یا تو مکمل آزادی حاصل کر کے واپس آؤنگا۔ یا میری لاش سمندر میں تیرتی ہو گی۔ اس کی بھی اب چھوت چھات کی تحریک کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں اور جب تک اچھوتوں کا ہندو کلیتہً اپنے اندر جذب نہ کرلیں۔ اس وقت تک ملکی آزادی کے لئے کوئی قدم اٹھانا وہ قطعاً ناممکن سمجھتے ہیں۔ اور صاف طور پر کہہ رہے ہیں۔ کہ اس وقت تک ملکی آزادی کے جنگ میں فتح نہ ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو اپنے اندر داخل کئے بغیر یہ جنگ شروع کر دی گئی۔ اگر پہلے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر ان کی ہستی کو معدوم کر دیا جاتا۔ تو آج ہندو بڑی آسانی کے ساتھ ملکی آزادی حاصل کرچکے ہوتے۔ یعنی ہندوستان پر بلا شرکت غیرے قابض و متصرف ہوتے۔ لیکن چونکہ مسلمان ان کے ہاتھ نہیں آئے۔ اس لئے اچھوتوں پر قبضہ کیا جائے۔ اور پھر ملکی آزادی کے لئے کوشش کی جائے ؛

ایک طرف گاندھی جی کی موجودہ سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے اور دُوسری طرف ان کی ایسی صاف اور واضح تشریحات کے ہوتے ہوئے اس بات میں کیا شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ کہ اب گاندھی جی ہندو دھرم کی اشاعت اور ہندوؤں کو طاقتور بنانے کی طرف متوجہ ہوچکے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد یہ قرار دے لیا ہے۔ کہ کروڑوں اچھوتوں کو ہندوؤں میں جذب کر کے ہندوؤں کی ایسی خوفناک اکثریت پیدا کر دیں۔ کہ چند کروڑ مسلمان کبھی ان کے آگے سر نہ اُٹھا سکیں۔ اور ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کی غلامی کا جوا ان کے کندھوں پر رکھ دیا جائے

مُسلمانوں کا فرض

گاندھی جی کو حق ہے۔ کہ جو طریق چاہیں۔ اختیار کریں۔ اور جب وُہ وطن اور ملک کے مشترکہ مفاد کے لئے کچھ کرنے کی بجائے کھلم کھلا ہندو دھرم کی اشاعت اور ہندوؤں کی طاقت و قوت کو بڑھانے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ تو مسلمانوں کو ان کی پوزیشن بالکل واضح طور پر سمجھ لینی چاہیئے۔ اور اس موقعہ پر اپنے اس فرض کی طرف خاص طور پر متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ جو تبلیغ اسلام کے متعلق ان پر عائد ہوتا ہے۔ اسلام کی تبلیغ کرنا ہر مسلمان کا ایسا فرض ہے جو کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن جب مخالف طاقتیں آمادۂ پیکار ہوں۔ اور ان کی وجہ سے اسلام اور مُسلمانوں کو سخت نقصان پہونچنے کا خطرہ ہو۔ اس وقت تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ حفاظت اور اشاعت اسلام میں اپنی ساری طاقت۔ اور کوشش صرف کرے ؛

اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام

پس یہ موقعہ ہے۔ کہ مسلمان اچھوت اقوام میں خصوصیت سے تبلیغ اسلام کریں۔ اس میں نہ صرف ان کا دینی اور دُنیوی فائدہ ہے بلکہ خود اچھوت اقوام کی بہتری بھی اسی میں ہے جیسے گاندھی جی یہ دعوٰے کرتے ہُوئے کہ وہ اپنی جان اچھوتوں کی خاطر دے دینا چاہتے ہیں اسی سانس میں یہ بھی اعلان کرچکے ہیں۔ کہ اچھوت اقوام کو ہندوؤں میں شامل کرتے ہوئے یہ ضروری نہیں۔ کہ ان کے ساتھ کھان پان اور رشتہ ناطہ کے تعلقات بھی پیدا کئے جائیں۔ گویا اچھوت ہندوؤں کی خاطر اپنی ہستی کو مٹا کر بھی ہندوؤں کے مساوی درجہ حاصل نہ کرسکیں گے۔ اور اصل میں اچھوت کے اچھوت ہی رہیں گے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام میں داخل ہو کر انہیں وُہی درجہ حاصل ہوسکتا ہے جو ایک بڑے سے بڑے خاندانی مُسلمان کا ہے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا پینا تو الگ رہا رشتہ داری کے تعلقات بھی بڑی خوشی کے ساتھ پیدا کر سکتے ہیں ؛

اچھوتوں میں تبلیغ کرنے والوں کی امداد

پس اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کرنا اس وقت نہایت ضروری اور اہم کام ہے۔ اور ہر جگہ کے مسلمانوں کو مقامی طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کے ہاں اچھوت اقوام کے جو لوگ بستے ہیں وُہ دائرہ اسلام میں آجائیں۔ اسی طرح ان اداروں کی جو اچھوت اقوام میں باقاعدہ طور پر مبلغین کے ذریعہ تبلیغ اسلام کرتے ہیں جیسا کہ قادیان کا صیغہ ترقی اسلام ہے۔ جو اس وقت نہایت شاندار خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ان کی دل کھول کر مالی امداد کرنی چاہیئے۔ تاکہ وُہ حلقۂ تبلیغ کو زیادہ سے زیادہ وسیع اور باا‌ثر بنا سکیں ؛

اسلام کی بے نظیر مساوات

اسلام نے ہر اس شخص کے لئے جو خواہ دُنیا کی نظروں میں کیسی ہی ادنےٰ اور ذلیل قوم میں پیدا ہوا ہو جب اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایسی مساوات اور اخوت قائم کی ہے۔ کہ جسے مخالفین اسلام بھی رشک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اسلام کی اس خوبی کا بادل ناخواستہ اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور ہندو منشی ایشور سرن صاحب ایم اے سابق ممبر اسمبلی اخبار "ملاپ" (۲۳ مئی ۱۹۳۳ء) میں لکھتے ہیں :۔ "اسلام میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ اگر کوئی مہتر اسلام قبول کر کے مقدس مقام مکہ کو جائے اور پہلے پہنچ کر نماز کے لئے سب سے آگے والی قطار میں کھڑا ہو جائے اور اس کے پیچھے کسی آزاد ملک کا بادشاہ آئے۔ تو وُہ اس مہتر کے پیچھے کی صف میں ہی کھڑا ہو گا۔ اور اس سے یہ کہنے کا حوصلہ نہیں ہو گا۔ کہ وُہ اس کے سامنے سے ہٹ جائے"!

یہ اسلام کی کوئی معمولی فضیلت نہیں۔ اس کی مثال دُنیا کا کوئی مذہب اور کوئی سوسائٹی نہیں پیش کرسکتی ایسے مذہب سے ان اقوام کو آگاہ نہ کرنا جو محض اس لئے نہایت تکلیف دہ اور قابل رحم زندگی بسر کر رہی ہیں۔ کہ ہندو دھرم نے انہیں باوجود انسان ہونے کے انسانیت سے خارج کر رکھا ہے بے حد قابل افسوس امر ہے ؛

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر

اخبار اہلحدیث مجریہ ۲۶ مئی ۱۹۳۳ء میں بعنوان "مرزا صاحب کی عمر ۶۶ سال" ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں اگرچہ کوئی ایسی نئی بات بیان نہیں کی گئی۔ جس کا جواب ہماری طرف سے بارہا نہ دیا جا چکا ہو۔ مگر چونکہ مضمون نگار صاحب نے لکھا ہے۔ "ممکن ہے آخر میں کچھ جدت ہو۔" اس لئے ہم نے اس کا جواب جس میں یقیناً جدت ہے۔ سعید الفطرت اصحاب کی آگاہی اور اطمینان کے لئے لکھا ہے۔

معترض کے مضمون کا خلاصہ

معترض کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ الہام "ثمانين حولاً او قريباً من ذالك او تزيد عليه سنيناً وترى نسلاً بعيداً" کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۸۰ سال کی ہونی چاہئے تھی۔ مگر آپ کی عمر ۷۰ برس بھی نہیں ہوئی۔ اس کے متعلق چند حوالجات پیش کئے ہیں۔

عمر کے متعلق الہام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس الہام کی جو تشریح فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے "جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں۔ وہ تو چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷)

آپ کے اس الہام میں دو زبردست پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ اول یہ کہ آپ کی عمر ۷۴ برس سے کم نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ ۸۶ برس سے زیادہ نہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس الہام کو مختلف کتب میں شائع فرمایا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔

"ہم اپنے سچے اور کامل خدا پر توکل کر کے کہتے ہیں۔ کہ ہم بغیر الٰہی کام پورا کرنے کے مر ہی نہیں سکتے۔ اور اگرچہ عمر ۶۰ سال تک پہنچ گئی۔ لیکن ہم اس کے فضل سے جئیں گے۔ جب تک دینی خدمت کا کام پورا نہ کریں۔" (انوار الاسلام حاشیہ ص ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چونکہ تاریخ ولادت کہیں محفوظ نہیں۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو بھی بایں الفاظ اعتراف ہے۔ کہ "مرزا صاحب کی تاریخ ولادت صحیح تو ملتی نہیں۔" (تاریخ مرزا ص ۲ طبع دوم) اس وجہ سے آپ نے بھی اندازاً ہی ہر جگہ اپنی عمر کے متعلق ذکر کیا ہے۔ اور اس وجہ سے جو تفاوت پیدا ہوا۔ اس پر مخالفین نے اعتراضات کا طومار کھڑا کیا۔ حالانکہ مخالفین احمدیت نے بھی آپ کی عمر اندازاً ہی لکھی ہے۔ اور ان کی تحریروں میں بھی بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ ناظرین آگے چل کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عبارتوں میں مشاہدہ کریں گے۔

وفات کے متعلق الہامات

اگر عمر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام خود تراشیدہ ہوتا۔ تو چاہئے تھا۔ کہ اس میں ان تحریروں کا لحاظ رکھا جاتا۔ اور ان کے مطابق ہوتا۔ مگر آپ ان باتوں کا کہیں لحاظ نہیں رکھتے۔ لیکن وہ خدا جس نے فرمایا تھا۔ کہ "تیری عمر اسی برس کی ہوگی۔ اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷) اور جو کہ صحیح تاریخ ولادت سے واقف تھا۔ اُسی نے جب ۱۹۰۵ء میں الہامات کے ذریعہ بتایا۔ کہ آپ کا زمانہ وفات قریب آگیا ہے۔ تو آپ نے وصیت لکھی۔ جس میں ان الہامات کو بھی جن میں وفات کی خبر دی گئی تھی شائع فرمایا۔ چنانچہ لکھا:-

۱۔ "خدائے تعالےٰ عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے۔ اور اس بارے میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی۔ کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں۔ جس نے مجھے میری موت کی خبر دے کر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی۔ اور وہ یہ ہے۔ جو عربی زبان میں ہوئی۔ اور بعد میں اُردو کی وحی بھی لکھی جائے گی۔ قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكراً۔ قل ميعاد ربك ولا نبقي لك من المخزيات شيئاً۔ واما نرينك بعض الذي نعدهم او نتوفينك تموت وانا راض منك جاء وقتك ونبقي لك الآيات باهرات جاء وقتك۔ ونبقي لك الآيات بينات۔ قرب ما توعدون۔ واما بنعمة ربك فحدث۔ انه من يتق الله ويصبر فان الله لا يضيع اجر المحسنين۔ (ترجمہ) تیری اجل قریب آگئی ہے۔ اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔ تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے۔ اور ہم ایسے اعتراض دُور اور دفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھیں گے۔ جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔ اور ہم اس بات پر قادر ہیں۔ کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشگوئیاں ہیں۔ ان میں سے تجھے کچھ دکھا دیں۔ یا تجھے وفات دے دیں۔ تو اس حالت میں فوت ہوگا۔ جو میں تجھ سے راضی ہوں گا اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے۔ جو وعدہ کیا گیا۔ وہ قریب ہے۔ اپنے رب کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی لوگوں کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرے۔ اور صبر کرے۔ تو خدا ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

۲۔ پھر بعد اس کے خدا تعالےٰ نے میری وفات کی نسبت اُردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ "بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔"
رسالہ الوصیت ص ۱-۲۔ طبع سوم۔

۳۔ [illegible] فرماتے ہیں۔ کہ آخری حصہ زندگی کا یہی ہے۔ جو اب گزر رہا ہے۔ جیسا کہ عربی میں وحی الٰہی یہ ہے۔ قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكراً۔ یعنی تیری اجل مقدر اب قریب ہے۔ اور ہم تیری نسبت ایک بات بھی ایسی باقی نہیں چھوڑیں گے۔ جو موجب رسوائی۔ اور طعن و تشنیع ہو۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم حاشیہ ص ۹۴)

۴۔ پھر ریویو اُردو بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء کے ص ۴۸۰ پر آپ کے مندرجہ ذیل الہامات شائع ہوئے۔

"۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء (۱) قل ميعاد ربك (ترجمہ) تیرے رب کی میعاد تھوڑی رہ گئی ہے (۲) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ (۳) اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی۔ (۴) قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكراً۔ (ترجمہ) قریب ہے تیری اجل مقدر۔ اور تیرے رسوا کرنے والے امور میں سے کسی کا ذکر ہم باقی نہ رکھیں گے۔

چند روز کی رویا ہے۔ کہ ایک کوری ٹنڈ میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے۔ پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفا اور مقطر پانی ہے۔ اس کے ساتھ الہام تھا۔ "آب زندگی"

یہ رویا نومبر ۱۹۰۵ء کی ہے۔ جس میں بتایا۔ کہ یہ زندگی کا پانی ہے۔ اور تھوڑا باقی رہ گیا ہے" ظاہر کرتا ہے۔ کہ پہلے زیادہ تھا۔ مگر اب دو تین گھونٹ رہ گیا ہے۔ یعنی دو تین سال آپ کی زندگی ہے۔ چنانچہ پورے اڑھائی سال کے بعد حضرت اقدس نے وفات پائی۔

کیا یہ آپ کی صداقت کا بین ثبوت نہیں۔ کہ الہامات کے عین مطابق آپ کا وصال ہوا ہے۔

ساٹھ سال کے بعد کا مطلب

معترض صاحب نے لکھا ہے:

"الہام کی رُو سے آپ کی عمر ۷۶ ۔ ۷۰ سال کی ہونی چاہئے۔ مگر افسوس کہ آپ پورے ستر کے بھی نہ ہوئے۔"

لیکن اگر آپ دیانتداری سے کام لیتے۔ تو ہرگز اس غلطی میں [illegible]

نہ ہوتے۔ کیونکہ کتاب اعجاز احمدی جس کا آپ نے حوالہ بھی دیا ہے۔ اس کے صفحہ ۳ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں۔ "مجھے دکھلاؤ کہ آتھم کہاں ہے۔ اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی۔ یعنی قریب ۶۴ سال کے۔"

اس جگہ آپ نے آتھم کی عمر ۶۴ سال تحریر فرمائی ہے۔ اور یہی اپنی عمر قرار دی ہے۔ اگر یہ عمر ۱۳۲۰ھ کی بھی قرار دے لیں (حالانکہ یہ ۱۳۱۴ھ مطابق جولائی ۱۸۹۶ء کی ہے۔ جبکہ آتھم فوت ہوا تھا) تو بھی آپ کی عمر ۷۰ برس کے قریب ہوتی ہے۔ جو معترض کے اعتراض کو رفع کر دیتی ہے۔ کیونکہ اعجاز احمدی ۱۳۲۰ھ میں لکھی گئی۔ اس کے ۶ سال بعد آپ نے ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ کو وفات پائی [illegible] یہ غلط ہو گیا۔ کہ آپ پورے ستر کے بھی نہ ہونے پائے۔"

معترض نے اپنے اعتراض کی بنیاد اعجاز احمدی کے اس شعر پر رکھی ہے۔ ؎

أ ترکت الغوی من بعد ستین حجة
وذالک رأی لا یراہ المفکر

یعنی کیا میں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا۔ یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ رسالہ اعجاز احمدی مرزا صاحب نے ۶ شعبان ۱۳۲۰ھ کو لکھا۔ اس وقت آپ اپنے تئیں ساٹھ سال کا بتا رہے ہیں۔" حالانکہ کسی عقلمند کے نزدیک ساٹھ سال کی عمر کے بعد کے کسی کام کا ذکر کرنے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس وقت بھی ساٹھ سال کی عمر ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی عمر ۶۰ برس سے زیادہ۔ یعنی ۷۰ کے قریب ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ اس سے پہلے یعنی اعجاز احمدی کے صفحہ ۳ پر حضور نے یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ

"آتھم کی عمر میری عمر کے برابر تھی۔ یعنی قریب ۶۴ سال کے۔"

گویا ۱۸۹۶ء میں آپ کی عمر ۶۴ برس کے قریب تھی۔ اس لئے آپ نے ساٹھ سے زیادہ فرمایا۔ جو ثابت کرتا ہے۔ کہ آپ بالا بیان کر رہے ہیں۔ لیکن چونکہ عمر ۷۰ برس ابھی نہ ہوئی تھی۔ اس لئے ۶۰ کے بعد کا ذکر فرما دیا۔

صدی کے سر کا مطلب

معترض صاحب اربعین کی عبارت "انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی۔ کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا" نقل کر کے لکھتے ہیں:۔

"قرآن حدیث سلطان القلم کے الفاظ سے واضح ہوتے ہیں۔ چودھویں صدی کا سر یکم محرم ۱۳۰۱ھ کو ہوا۔ اور مرزا صاحب نے ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ کو انتقال کیا۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۲۵ برس اور ۴ ماہ کی ہوئی۔"

معترض نے صدی کے سر پر پیدا ہونے کا جو مفہوم لیا ہے۔ وہ سراسر غلط ہے۔ اگر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کیا ہوتا۔ تو معلوم ہو جاتا۔ کہ اس سے مراد کیا ہے۔ حضور نے خود اس کی تشریح فرما دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ "چونکہ آخر صدی کا یا مثلاً آخر ہزار کا اس صدی یا ہزار کا سر کہلاتا ہے۔ جو اس کے بعد شروع ہونے والا ہے۔ اور اس کے ساتھ پیوستہ ہے۔ اس لئے یہ محاورہ ہر ایک قوم کا ہے کہ مثلاً وہ کسی صدی کے آخری حصے کو جس پر گویا صدی ختم ہونے کے حکم میں ہے۔ دوسری صدی پر جو اس کے بعد شروع ہونے والی ہے۔ اطلاق کر دیتے ہیں۔ مثلاً کہہ دیتے ہیں۔ کہ فلاں مجدد بارھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا تھا۔ گو وہ گیارھویں صدی کے آخر میں ظاہر ہوا ہو۔ یعنی گیارھویں صدی کے چند سال رہتے اس نے ظہور کیا ہو۔" تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵ طبع دوم۔

۲۔ "جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا۔ کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا۔ تب خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا۔ کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے۔ اور یہ اس طرف اشارہ تھا۔ کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۸ طبع اول)

ان حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ صدی کے سر پر پیدا ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ آپ صدی کے سر پر مبعوث ہوئے۔ اور بعثت کے وقت آپ کی عمر ۴۰ برس ہو چکی تھی۔ اب صدی کے سر کی تعیین بھی حضور کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کریں۔

"اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے۔ جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے۔ کہ اس وقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی سوختنی کو چھوڑ دیں گے۔ اور بد چلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایک ہزار دو سو نوے سال ہونگے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹)

الغرض عبارت مندرجہ اربعین صفحہ ۲ "چودھویں کے سر پر پیدا ہوگا" سے مراد بعثت و ماموریت ہے۔ جو کہ سنہ ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ اور اس وقت آپ کی عمر ۴۰ برس ہو چکی تھی۔ اس کے بعد ۳۶ سال حضور زندہ رہے۔ اور آپ کی عمر ۷۶ سال ہوئی۔ جس پر کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ یہ عین پیشگوئی کے مطابق ہے۔

اگلے نمبر میں انشاء اللہ یہ بتایا جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر آپ کی اپنی تحریروں سے بھی الہام الٰہی کے مطابق ثابت ہوتی ہے۔

خاکسار سید احمد علی آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

ہر احمدی جماعت میں "نامہ نگار الفضل" مقرر کرنے کی ضرورت

کئی دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض مقامات کے نہایت اہم تبلیغی جلسوں کی رپورٹیں، سلسلہ کے متعلق اہم کوائف اور احمدیوں کے متعلق قابل اشاعت امور محض اس لئے اخبار میں شائع ہونے سے رہ جاتے ہیں۔ کہ مقامی اصحاب ان کے متعلق کوئی اطلاع ارسال نہیں فرماتے۔ اور اطلاع نہ دینے یا رپورٹ نہ بھیجنے کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی شخص کے سپرد یہ کام نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ کہ جہاں جہاں احمدی جماعتیں قائم ہیں، خاص کر بڑے بڑے شہروں۔ اور اہم مقامات کی جماعتیں وہاں دیگر عہدہ داروں کی طرح جماعتیں کسی موزوں اور قابل بھائی کو نامہ نگار الفضل بھی مقرر کریں۔ جن کا یہ کام ہو کہ سلسلہ اور جماعت کے متعلق نیز افراد جماعت کے متعلق فردی واقعات اور اہم امور کی اطلاع ذمہ وارانہ حیثیت سے جلد سے جلد ایڈیٹر الفضل کو بھیجا کریں۔ ایسے اصحاب کے لئے جو اس عہدہ کی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی اور عمدگی سے سر انجام دینگے۔ اخبار الفضل مفت جاری کر دیا جائے گا۔ تاکہ وہ اپنی مرسلہ رپورٹوں وغیرہ کی اشاعت سے بآسانی آگاہ ہو سکیں۔

پس جن احمدی جماعتوں میں امیر مقرر ہیں۔ ان کے امراء سے اور دوسری جماعتوں کے پریزیڈنٹوں سے گزارش ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنے ہاں "نامہ نگار الفضل" مقرر کر کے ان کے نام سے مطلع فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

کتاب کوثر النبیؐ کی ضرورت

مولانا عبد العزیز صاحب ملتانی (جو ایک مشہور مصنف گزرے ہیں۔) کی کتاب "کوثر النبی" کی بعض تبلیغی ضروریات کے پیش نظر حاجت ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس اس کا کوئی نسخہ موجود ہو۔ یا یہ علم ہو۔ کہ کس لائبریری میں پایا جاتا ہے۔ تو براہ مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار علی محمد - اجمیری
معرفت ناظر صاحب دعوت و تبلیغ - قادیان

[illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان دونوں کے گھر داخل کر دیا - پھر یہ کتاب ان [illegible] تمایش کا میابی حاکی کی - تو ان کے بیٹے ہونگے - کہ ہم نے حضرت [illegible]

فتح مدائن اور معرکہ جلولاء

جنگ قادسیہ میں ایرانیوں کی عبرت ناک شکست کا حال ایک گزشتہ پرچہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اس مقام سے بھاگنے کے بعد بعض سرداروں نے بابل کے مقام پر اپنی منتشر قوت مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے مجتمع کی۔ لیکن اسلامی فوج مدینہ سے ہدایات کے انتظار میں دو ماہ تک قادسیہ میں ہی پڑی رہی۔ اور وہاں سے حکم آنے پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اہل و عیال کو وہیں چھوڑ کر بابل پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ لیکن ایرانی یہ خبر سنتے ہی پھر منتشر ہو گئے۔ اور تعاقب سے بچنے کے لئے رستہ میں تمام پلوں اور گزرگاہوں کو تباہ کرتے گئے۔ تاہم مسلمانوں کی اولوالعزمی کے مقابل میں یہ کوئی روکاوٹ نہ تھی۔ اس لئے وُہ بدستور بڑھتے گئے ؛

شہریار کی شکست

کوثی کے مقام پر پہنچ کر جس کے متعلق مشہور ہے کہ یہی وُہ مقام ہے۔ جہاں نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کر رکھا تھا۔ اور اس زمانہ تک اس قید خانہ کے آثار باقی تھے۔ ایک ایرانی سردار شہریار نامی سے مقابلہ ہوا۔ جو بہت ساز و سامان اور لاؤ لشکر سمیت وہاں پڑا تھا۔ شہریار نے میدان میں نکل کر مسلمانوں کو للکارا۔ کہ تم میں سے جو سب سے زیادہ بہادر اور جنگجو ہو۔ وُہ میرے مقابل پر آئے۔ اسلامی لشکر سے اس کے مقابل میں عمداً ایک نحیف الجثہ غلام کو بھیجا گیا۔ پہلے تو شہریار نے اسے نیچے گرا لیا۔ لیکن اس کا انگوٹھا مسلمان غلام کے قابو میں آگیا جسے اس نے اس زور سے دبایا۔ کہ وُہ تڑپ کر نیچے آگیا۔ اور مسلمان نے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ اس پر تمام ایرانی فوج بھاگ اٹھی۔ اور مسلمانوں نے آسانی کے ساتھ اس علاقہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

بہرہ شیر کی فتح

مدائن پایۂ تخت ایران کے قریب ایک زبردست قلعہ تھا۔ جسے بہرہ شیر کہتے تھے۔ یہ قلعہ دریائے دجلہ کے اس طرف تھا۔ اور مدائن اُس طرف۔ یہاں بھی ایرانیوں کی کافی طاقت موجود تھی۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ جو تین مہینے تک جاری رہا۔ محصورین نے کئی بار باہر آکر مقابلہ کیا۔ مگر ہمیشہ منہ کی کھائی ؛

مسلمانوں کی بے مثال اولوالعزمی

یہ خبر سُنکر یزدجرد شاہ ایران مدائن سے بھاگا۔ جس قدر زر و مال اپنے ساتھ لے جا سکا لے گیا۔ اور جاتے ہوئے دجلہ کا پل توڑ گیا۔ تا مسلمان آسانی سے مدائن میں داخل نہ ہو سکیں۔ دوسری طرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بھی یہ خیال تھا۔ کہ یزدجرد کے بھاگ جانے کی صورت میں خطرہ پھر بھی باقی رہے گا۔ اس لئے آپ بھی جلد از جلد مدائن میں پہنچنا چاہتے تھے۔ مگر دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور پھر دوسری طرف ایرانی فوج مدافعت کے لئے کھڑی تھی۔ یہ صورت دیکھ کر آپ نے چھ سو تیر اندازوں کی ایک جماعت اس طرف ایک بڑے ٹیلہ پر متعین کر دی۔ اور پھر نستعین باللہ ونتوکل علیہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے ہوئے اپنا گھوڑا دجلہ کی طوفانی موجوں میں ڈال دیا۔ باقی مجاہدین نے بھی آپ کی تقلید کی۔ اور چشم زدن میں تمام مسلمان دریا کی موجوں سے کشمکش کرنے لگے۔ اس طرف ایرانیوں نے ان پر تیروں کی سخت بارش شروع کر دی۔ جس کے جواب میں مسلمان تیر اندازوں نے اس شدت کے ساتھ تیر چلائے۔ کہ ایرانیوں کو تاب مقاومت نہ رہی۔ اور مسلمانوں کو دریا عبور کرنے سے روکنے کی بجائے اپنی جانوں کو بچانے کے لئے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ اور اس طرح مسلمانوں نے کامیابی کے ساتھ دریا کو عبور کر لیا۔

مدائن میں داخلہ

مسلمانوں کے مدائن میں داخلہ سے قبل یزدجرد معہ اہل و عیال و خزائن فرار ہو چکا تھا۔ اور خود اہل شہر شاہی محلات لوٹ رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب تخت شاہنشاہ ایران کے قصر ابیض میں داخل ہوئے۔ تو اس کی خوبصورتی اور زیبائش کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا۔ کم ترکوا من جنت وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیھا فکھین۔ کذالک واورثنٰھا قوماً آخرین۔ اور آپ نے وہاں آٹھ رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ یہ جمعہ کا روز تھا۔ اس لئے قصر ابیض میں جہاں کسریٰ کا تخت بچھا ہوتا تھا۔ منبر رکھا گیا۔ اور وہیں نماز جمعہ مسلمانوں نے ادا کی ؛

مال غنیمت

مدائن میں داخل ہوتے ہوئے آپ نے پہلا کام یہ کیا۔ کہ حضرت زہرہ بن حیوۃ کی سرکردگی میں ایک فوج ایرانیوں کے تعاقب میں روانہ کی۔ پھر مال غنیمت فراہم کیا۔ جس میں شاہ ایران کے وُہ نوادر روزگار بھی تھے۔ جو اس نے بہت سی کوشش سے اکناف عالم سے جمع کئے تھے۔ ان میں واہر شاہ ہند۔ بہرام گور۔ خاقان چین۔ قیصر روم۔ ہرمز اور فیروز کے خود۔ زرہیں۔ تلواریں اور خنجر بھی تھے۔ ان چیزوں کے علاوہ کسریٰ کا شاہی لباس۔ زرنگار تاج۔ چاندی۔ سونے اور جواہرات کی بیش قیمت مورتیں تھیں۔ مال غنیمت میں سے خمس کے علاوہ نوادر اشیاء بھی دربار خلافت میں بھیجی گئیں۔ ان نادر اشیاء میں ایک فرش بھی تھا جسے بہار کہا جاتا تھا۔ اس میں پھول پتیاں بیلے۔ درخت۔ نہریں وغیرہ سونے اور جواہرات سے بنائی گئی تھیں۔ اور شاہان ایران خزاں کے موسم میں اس پر بیٹھ کر مے نوشی کیا کرتے تھے۔ اور بہار کا لطف اٹھاتے تھے۔ یہ فرش نوّے گز لمبا۔ اور دس گز چوڑا تھا۔ یہ بھی مدینہ میں بھیجا گیا۔ اور صحابہ کرام کے مشورہ سے حضرت فاروق اعظم نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کرکے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ایک چھوٹا سا ٹکڑا آیا۔ جو معمولی حیثیت کا تھا۔ آپ نے اسے تیس ہزار دینار میں فروخت کیا۔ اس سے اس سارے فرش کی قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے شاہی محلات کے مختلف حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے۔ مجاہدین اپنے اہل و عیال سمیت رہنے لگے ؛

معرکہ جلولاء

یزدجرد تو مدائن سے بھاگ کر حلوان چلا گیا۔ لیکن رستم وزیر جنگ کے بھائی نے جلولاء کے مقام پر مسلمانوں کے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس نے قلعہ اور شہر کے گرد ایک بہت بڑی خندق کھدوائی۔ ایک بہت بڑی فوج جمع کی۔ اور جنگی سامان بافراط مہیا کیا۔ یہ کیفیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریر کی گئی۔ آپ نے حکم بھیجا۔ کہ ہاشم بن عتبہ کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا جائے چنانچہ حضرت ہاشم گئے۔ اور جاکر جلولاء کا محاصرہ کر لیا۔ جو کئی مہینے تک جاری رہا۔ اس محاصرہ کے دوران میں کئی معرکے ہوئے۔ جن میں ایرانیوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ چونکہ ایرانیوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور سامان حرب بھی ان کے پاس بہت تھا۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ ایک فیصلہ کُن جنگ کا تہیہ کیا۔ جس میں اپنی کامیابی کی انہیں پوری امید تھی۔ کیونکہ مسلمانوں کی تعداد صرف بارہ ہزار تھی۔ چنانچہ لڑائی ہوئی۔ اور بڑے زور شور سے ہوئی۔ اور اگرچہ ایرانیوں نے جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ مگر آخر ناکام رہے۔ اور مسلمانوں نے انہیں بہت بُری طرح شکست دی۔ ایک لاکھ ایرانی ان کے ہاتھ سے مارے گئے۔ تین کروڑ کا مال غنیمت مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ اور اس کے بعد ایرانیوں کو کسی اہم مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مال غنیمت کا خمس دربار خلافت میں روانہ کیا۔ جس کا ایک بہت بڑا انبار مسجد نبوی ؐ کے صحن میں لگ گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ؛

تحقیق الادیان

وید۔ بائیبل اور قرآن مجید
عالمگیر کتاب کونسی ہے

عالمگیر تعلیم کا دعویٰ

اس وقت تین بڑے مذاہب ایسے پائے جاتے ہیں جن کے پیرو یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کے مذہب کی تعلیم عالمگیر ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے انسان اپنے حقیقی مقصد اور مدعا کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس دعویٰ کو پرکھنے کے لئے ان مذاہب کی مذہبی کتب پر سرسری نظر ڈالنا ضروری ہے۔

تین مذہبی کتابیں

وید ایک پرانی کتاب ہے جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ابتدائے دنیا سے ہے۔ اس کے ماننے والے اس امر کے مدعی ہیں کہ یہ عالمگیری ایشوری گیان ہے اور انسانوں کی نجات اس بات پر موقوف ہے کہ وہ اس تعلیم پر کاربند ہوں۔

دوسری کتاب بائیبل ہے۔ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ اس کی تعلیم عالمگیر ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

تیسری کتاب قرآن مجید ہے۔ جس کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ عالمگیر تعلیم صرف قرآن مجید کی ہے جو تمام مذہبی تعلیموں سے اعلیٰ۔ اکمل اور شاندار ہے۔

عالمگیر ہونے کا دعویٰ

اب دیکھنا یہ چاہئیے۔ کہ دلائل اور براہین کے رو سے کونسی کتاب کی تعلیم عالمگیر ثابت ہوتی ہے۔ عالمگیر تعلیم کی حامل کتاب کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ وہ عالمگیر ہونے کا دعویٰ رکھتی ہو۔ اگر کسی کتاب کا یہ دعویٰ ہی نہیں۔ تو اس کے پیرووں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسے عالمگیر قرار دیں۔ پس جس کتاب کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ عالمگیر ہے۔ یہ دعویٰ اس میں موجود ہونا چاہئیے۔ لیکن اگر اس کی بجائے اسے محدود المقام والزمان بتایا گیا ہو۔ تو آج اسے عالمگیر قرار دینا انصاف و عقل کے بالکل خلاف ہے۔ اور نہ صرف مدعی سست اور گواہ چست بلکہ مدعی مفقود اور گواہ موجود والی بات صادق آئے گی۔

وید

اس اصل کے ماتحت سب سے اول ہم ویدوں کو لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ ابتدائے عالم سے ہیں۔ اور ان کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ان کے بعد خدا تعالیٰ اور کسی سے ہمکلام ہی نہیں ہوا۔ یہ تعلیم ازلی اور ابدی قرار دی گئی ہے جب ہم ویدوں میں یہ دعویٰ تلاش کرتے ہیں۔ تو کہیں نظر نہیں آتا۔ ویدوں میں عالمگیر ہونے کا دعویٰ تلاش کرنا عبث بے سود۔ اور بے فائدہ کوشش ہے۔ ان میں یہ کہیں بھی دعویٰ نہیں کیا گیا کہ یہ تمام انسانوں، تمام قوموں تمام ملکوں اور تمام زمانوں کے لئے ہیں۔ اگر کچھ معلوم ہوتا ہے تو یہی کہ وہ ایک خاص قوم کے ساتھ مختص ہیں

بائیبل

بائیبل کے متعلق یہ کہنا۔ کہ یہ عالمگیر تعلیم ہے۔ ایک خود ساختہ اور من گھڑت دعویٰ ہے۔ کیونکہ بائیبل میں بھی یہ دعویٰ کہیں موجود نہیں۔ اور کوئی شخص اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ بائیبل نے تو صاف طور پر یہ اقرار کیا ہے کہ شریعت ابھی تکمیل طلب ہے۔ اور عالمگیر تعلیم ابھی آنے والی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "موسیٰ نے کہا کہ خداوند تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کریگا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا اور یہ ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کردیا جاویگا۔" (اعمال $\frac{3}{22-23}$)

پھر استثناء $\frac{33}{1-2}$ میں لکھا ہے۔ "خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے ان پر جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی:"

ان حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بائیبل کے بعد ایک اور شریعت آئے گی جو اعلیٰ۔ اجلیٰ اور اصفیٰ ہوگی۔ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گی تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھادے گا۔" (یوحنا $\frac{16}{12-13}$)

پھر حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی تعلیم کو خود بھی محدود بتایا ہے۔ اور صرف بنی اسرائیل سے مختص کیا ہے۔ چنانچہ جب ایک سامری عورت نے حضرت مسیحؑ سے ہدایت طلب کی۔ تو آپ نے جواب میں کہا

"میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی $\frac{15}{24}$)

اسی طرح حضرت مسیحؑ نے اپنے بارہ حواریوں کو یہ تاکید کی کہ صرف بنی اسرائیل کی قوموں ہی میں تبلیغ کرنا باقی قوموں میں نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور انہیں حکم دے کے کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔"

ان حوالوں سے ثابت ہے کہ بائیبل کی تعلیم بھی عالمگیر نہیں ہے۔

قرآن مجید

اس کے بعد ہم قرآن مجید پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو اس میں اس دعویٰ کو بڑے زور سے پیش کیا گیا ہے۔ کہ یہ تعلیم عالمگیر تعلیم ہے اور مکمل ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا آج دین کو کامل کر دیا گیا۔ اور نعمت پوری ہو گئی اور اسلام دنیا کیلئے پسندیدہ مذہب قرار دیا گیا۔ پھر فرمایا۔ ان ھو الا ذکر للعلمین۔ کہ یہ قرآن مجید تمام دنیا کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔ اور یہ کسی قوم۔ کسی زمانہ یا کسی ملک کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے ہے۔ ایک عالمگیر تعلیم ہے جو ہر ایک کے لئے قابل عمل۔ اور موجب ہدایت ہے۔

پھر فرمایا۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ کہ بہت بابرکت ہے وہ خدا جس نے قرآن مجید کو اپنے برگزیدہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل کیا۔ تاکہ سب دنیا کے لئے وہ نذیر ہو۔ اس میں بھی بتادیا۔ کہ یہ فرقان حمید اس لئے نازل کیا گیا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے تمام دنیا کو ہدایت دی جائے۔

غرض قرآن مجید میں اس کے عالمگیر ہونے کا دعویٰ بڑے زور سے موجود ہے۔ پھر اس کی تعلیم ایسی ہے جس پر ہر شخص ہر جگہ عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ اور کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس تعلیم پر عمل کرنے سے عاجز و قاصر ہوں۔ اس کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کی تعلیمات اس قسم کی ہیں۔ کہ آج خود ان کے پیرو ان پر عمل کرنے سے معذور ہیں۔ حتیٰ کہ عبادت بجالانے کے لئے ایسی شرائط رکھی گئی اور ایسی اشیا ضروری قرار دیدی گئی ہیں۔ جن کا مہیا کرنا اکثر لوگوں کے لئے ناممکن ہے۔ خاکسار۔ ...

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

سے

ایک سوال

406

مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں اپنے آپ کو حق پر اور حضور ؑ کو اپنے دعاوی میں نعوذ باللہ باطل پر ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ اشتہار آخری فیصلہ پیش کرکے یہ استدلال کیا کرتے ہیں کہ "اس میں مرزا صاحب نے یہ دعا کی تھی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے۔ جس کے مطابق مرزا صاحب میری زندگی میں فوت ہوگئے اور یہ امر میری صداقت اور ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے" ہماری طرف سے اس دلیل کے جواب میں یہ امر پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو اشتہار مذکور میں مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ (جیسا کہ آپ خود مرقع قادیانی جون ۱۹۰۸ء و مرقع قادیانی دسمبر ۱۹۰۷ء و اہلحدیث ۱۹ جون ۱۹۰۸ء میں لکھ چکے ہیں) اور اس میں جو دعا کی گئی تھی۔ وہ دعائے مباہلہ تھی۔ آپ نے چونکہ مباہلہ سے انکار کر دیا اور لکھا کہ "یہ تمہاری تحریر مجھے منظور نہیں" (اہلحدیث ۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء) لہٰذا اس کا نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ مولوی صاحب کی طرف سے اس کے جواب میں یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ "اس اشتہار میں دعائے مباہلہ نہ تھی بلکہ یک طرفہ دعا تھی"۔ گو یہ بات ان کے اپنے گذشتہ بیانات کے خلاف ہے لیکن تھوڑی دیر کے لئے میں ان کے اس عذر کو صحیح فرض کر کے ان سے ایک فیصلہ کن سوال کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ جواب سے ممنون فرمائیں گے۔

وہ سوال یہ ہے۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ رہتے اور آپ ان کی زندگی میں مر جاتے تو کیا۔ آپ کے نزدیک یہ امر حضرت مرزا صاحب ؑ کی صداقت اور آپ کے باطل پر ہونے کی دلیل ہو سکتا تھا یا نہ؟ اگر آپ کی طرف سے اس سوال کا جواب نفی میں ہو۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب ؑ کی وفات بقول آپ کے ان کے کذب اور آپ کے صدق کی دلیل ہے تو ان کا زندہ رہنا آپ کے کذب اور ان کے صدق کی دلیل کیوں نہیں ہو سکتا۔

لیکن اگر آپ کی طرف سے جواب اثبات میں ہو۔ یعنی یہ کہ حضرت مرزا صاحب ؑ کا زندہ رہنا اور آپ کا ان کی زندگی میں مر جانا ان کی صداقت اور آپ کے کذب کی دلیل ہوتا۔ تو میری گذارش یہ ہے کہ اس صورت میں آپ کی عبارات مندرجہ ذیل کا جو آپ نے اشتہار آخری فیصلہ کے جواب میں لکھی تھیں کیا مطلب ہے؟

(۱) "قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد له الرحمٰن مدا (پ ۱۶ ع ۸) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما (پ ۴ ع ۹) اور ویمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ ۱ ع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دعویٰ کی تکذیب کرتی ہیں اور سنو! بل متعنا ھؤلاء وآباءھم حتیٰ طال علیھم العمر (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

(۲) "تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی"۔ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

(۳) "مرزائیو! کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفین کو اس طریق فیصلہ کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو"۔ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

(۴) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا" (رسالہ مرقع قادیانی اگست ۱۹۰۸ء)

مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب نے جس طریق فیصلہ کا اشتہار دیا تھا (خواہ وہ یکطرفہ دعا ہو جیسا کہ آپ اب ظاہر کرتے ہیں اور خواہ وہ دعائے مباہلہ ہو جیسا کہ پہلے آپ کہتے تھے۔ اور ہم ہمیشہ سے کہتے چلے آرہے ہیں) وہ قرآن مجید کی تعلیمات کے خلاف اور فیصلہ کن نہیں۔ نیز یہ کہ یہ طریق فیصلہ انبیاء کی سنت کے خلاف ہے اور پھر اس لحاظ سے بھی صحیح طریق فیصلہ نہیں کہ گذشتہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض صورتوں میں صادق کاذب سے پہلے فوت ہوا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسیلمہ کذاب کی صورت میں ہوا۔ پس جب آپ یہ بات خود تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ؑ نے جس طریق فیصلہ کی طرف بلایا۔ وہ آپ کے نزدیک وجوہ مذکورۂ بالا کی بنا پر درست نہیں اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب ؑ کے تجویز کردہ طریق فیصلہ کے مطابق یہ آپ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب ؑ صادق ٹھہر سکتے ہیں۔ تو اب آپ کا اس کے برعکس نتیجہ نکلنے پر یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب ؑ (نعوذ باللہ) جھوٹے اور آپ بزعم خود سچے ہیں کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب ؑ نے یہ اشتہار شائع فرمایا۔ اس وقت آپ نے لکھا تھا۔ کہ اس میں جو طریق فیصلہ پیش کیا گیا ہے وہ درست نہیں۔ اور اب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جو طریق فیصلہ پیش کیا تھا وہ درست تھا کیونکہ آپ اس سے اپنی صداقت اور حضرت مرزا صاحب ؑ کے (نعوذ باللہ) کذب پر دلیل پکڑ رہے ہیں۔ پس یہ عجیب بات ہے جو سمجھ میں نہیں آسکتی اور "نہ ہی کسی دانا" کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ ایک ہی آپ ایک وقت میں فریقین میں سے کسی کے لئے بھی دلیل صدق و کذب نہیں ٹھہراتے۔ بلکہ اس کی تردید میں دلائل پیش کرتے ہیں مگر دوسرے وقت میں اسی چیز کو آپ فریقین میں سے ایک کے لئے دلیلِ صدق اور دوسرے کے لئے دلیلِ کذب قرار دیتے ہیں۔ ان متضاد بیانات اور نتائج کی جو آپ کی دو مختلف اوقات کی تحریرات سے رونما ہوتے ہیں آپ کے پاس کیا توجیہ ہے امید ہے کہ آپ اس پر روشنی ڈالیں گے۔

(خاکسار۔ علی محمد اجمیری قادیان)

اعلان قابل توجہ انسپکٹر صاحبان وصایا

کافی عرصہ ہوا۔ انسپکٹر صاحبان وصایا کی طرف سے ہفتہ واری رپورٹ نہیں آئی۔ آیندہ ہر انسپکٹر وصایا ہفتہ واری رپورٹ ضرور ارسال کیا کریں۔ ایک تو ان کی کارگزاری کا دفتر ہذا کو علم ہوتا رہے گا۔ دوسرے ان کے کام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کی جایا کرے گی۔ اگر ہر ہفتہ بعض مشکلات کی وجہ سے رپورٹ نہ بھیجی جا سکے۔ تو کم از کم ہر ماہ کے آخری ہفتہ ضرور ایک مختصر رپورٹ بھیج دیا کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان)

مقدمہ بہاولپور

بہاولپور کے تنسیخ نکاح کے مقدمہ کی تاریخ ۱۰ جون ۱۹۳۳ء مقرر تھی۔ اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ یہ تاریخ ۵ اگست ۱۹۳۳ء کر دی گئی ہے۔ (ناظر

اعلانات نکاح

۴- امۃ العزیز صاحبہ بنت مرزا غلام جیلانی صاحب قوم مغل ساکن قادیان کا نکاح بالعوض مبلغ ۵۰۰ روپیہ مہر سید نادر شاہ صاحب ولد سید سیدن شاہ صاحب سکنہ قادیان سے ۱۰ مئی ۱۹۳۳ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔

۵- جلال بی بی صاحبہ بنت راج محمود صاحب قوم بلوچ سکنہ بھیرہ کا نکاح بالعوض مبلغ ۴۰۰ روپیہ مہر میاں نظام الدین صاحب ٹیلر سکنہ قادیان کے ساتھ ۲۰ مئی مسجد مبارک میں جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔

۶- میمونہ بیگم صاحبہ بنت محمد خان صاحب مرحوم اہلیہ مرزا عبد العزیز صاحب سکنہ کرٹی ضلع گورداسپور کا نکاح بالعوض مبلغ پانچ سو روپیہ مہر ملک محمد حیات خان صاحب ولد ملک راجہ خان صاحب سکنہ بھیرہ ضلع شاہ پور کے ساتھ ۲ جون ۱۹۳۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے خطبہ جمعہ سے پہلے مسجد اقصیٰ میں پڑھایا۔

۷- سلمہ بیگم صاحبہ بنت شیخ مشتاق حسین صاحب سکنہ گوجرانوالہ کا نکاح بالعوض مبلغ دو ہزار روپیہ مہر شیخ عبد العزیز صاحب ولد شیخ سلطان محمود صاحب تاجر سکنہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲ جون ۱۹۳۳ء کو مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ سے پہلے پڑھایا۔

۸- محمودہ سلطانہ بیگم صاحبہ بنت شیخ مشتاق حسین صاحب سکنہ گوجرانوالہ کا نکاح بالعوض مبلغ دو ہزار روپیہ مہر شیخ محمد محسن صاحب تاجر پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لائل پور کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲ جون ۱۹۳۳ء کو مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ سے پہلے پڑھایا۔

احباب دعا فرمائیں۔ کہ یہ نکاح جانبین کے لئے مفید اور بابرکت ہوں۔ آمین

ناظر امور عامہ - قادیان

وصیت نمبر ۳۹۳۳

منکہ محمد صدیق عرف حاجی ولد اللہ بخش مرحوم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء ساکن پٹیالہ حال دہلی ضلع دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴/۴/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک حویلی قیمتی پندرہ سو روپیہ ڈھک بازار ریاست پٹیالہ شہر پٹیالہ میں واقع ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ایک سو پانچ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے۔

العبد:- محمد صدیق عرف حاجی ۵ اپریل ۱۹۳۳ء گواہ شد:- غلام حسین احمدی سیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ دہلی۔ گواہ شد:- عبد الحمید سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نئی دہلی گواہ شد:- عبد المجید احمدی سیکرٹری تعلیم و تربیت انجمن احمدیہ نئی دہلی

407

وصیتیں

نمبر ۱۳۹۰۔ منکہ امۃ الرحمن زوجہ مولوی غلام مصطفیٰ مولوی فاضل راجپوت بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

زیور قیمتی ساڑھے چار صد روپیہ -/۴۵۰ حق مہر مبلغ ۶۰۰/- روپیہ نقد پچاس روپیہ کل میزان گیارہ صد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ مبلغ ایک سو دس روپیہ ابھی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

العبد۔ امۃ الرحمن بقلم خود
گواہ شد۔ غلام نبی بدوملہوی مولوی فاضل کاتب الحروف خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد حسین ٹیلر جہلمی قادیان

نمبر ۳۹۱۴۔ منکہ امیر بی بی بیوہ چوہدری ہیر الدین مرحوم قوم گوجر عمر تقریباً ۶۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۰۱ء ساکن کھاریاں ضلع گجرات پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد ایک مکان قیمتی تخمیناً دو ہزار روپیہ ہے اس کے آٹھویں حصہ مالیتی ۲۵۰/ اڑھائی صد روپیہ کی وصیت کرتی ہوں

العبد۔ نشان انگوٹھا مسماۃ امیر بی بی بیوہ چوہدری ہیر الدین صاحب مرحوم
گواہ شد۔ بقلم خود فضل الہی پسر موصیہ
گواہ شد۔ بقلم خود عبدالرحمن ہیڈ ماسٹر سرائے اورنگ آباد

[illegible]
صاحب مرحوم قوم گوجر عمر قریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۰۱ء ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے چھٹے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی
میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے

اراضی مرہونہ قیمتی چار صد (۴۰۰) (ب) زیور قیمتی قریباً دو صد (۲۰۰) کل مالیت جائداد چھ صد روپیہ ہے۔ جس کے چھٹے حصہ یعنے ۱۰۰ کی نسبت وصیت کرتی ہوں۔ [illegible]

العبد۔ زینب بی بی بیوہ چوہدری محمد عبداللہ صاحب مرحوم بقلم خود
گواہ شد۔ بقلم خود عبدالرحمان ہیڈ ماسٹر سرائے اورنگ آباد
گواہ شد۔ فضل الہی امیر جماعت احمدیہ کھاریاں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کنگ نادر خان کے بھتیجے بھائی سردار محمد عزیز خان کو جو برلن میں افغانی سفیر تھے ۶ جون کو ایک افغان طالب علم کمال سعید نامی نے ریوالور سے ہلاک کر دیا۔ حملہ آور نے آزادی زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے سردار موصوف پر جبکہ وہ سفارت خانہ میں داخل ہو رہے تھے۔ پے بہ پے سات فائر کئے مجروح کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ مگر آپ جانبر نہ ہو سکے حملہ آور نے بھاگنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو حوالہ پولیس کر دیا۔ اور کہا۔ کہ میں دیر سے اس کام کی تیاری کر رہا تھا۔ اور اس کا انجام برداشت کرنے کو بالکل تیار ہوں

اسمبلی کے ایک ممبر مسٹر مترا نے انڈیمان قیدی ریلیف لیگ کے صدر کی حیثیت سے حکومت ہند کو ایک خط لکھا تھا۔ جس کے جواب میں اسے مطلع کیا گیا ہے کہ حکومت کسی ایسی لیگ کو تسلیم نہیں کرتی۔ اور نہ ہی انڈیمان کے سیاسی قیدیوں کی شکایات کے متعلق اس کے ساتھ گفت و شنید کر سکتی ہے انڈیمان میں بھوک ہڑتالی قیدیوں کے نام شائع کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھتی۔ حکومت ہند انڈیمان کے چیف کمشنر اور جیل سپرنٹنڈنٹ کے اختیارات میں ہرگز دخل دینے کے لئے تیار نہیں۔

گاندھی جی کے لڑکے مسٹر دیو داس کی شادی مسٹر راج گوپال اچاریہ کی لڑکی لکشمی سے طے پائی ہے۔ اور ۶ جون کو سول میرج ایکٹ کے مطابق درخواست دیدی گئی ہے۔ لڑکے کی عمر ۳۰ سال اور لڑکی کی بیس سال ہے۔

ریاست کشمیر میں تازہ شورش کو دبانے کے لئے نئے نئے ریگولیشن نافذ ہو رہے ہیں۔ ایک کے رو سے ان لوگوں کو جو ایجی ٹیٹر سمجھے جاتے ہیں۔ ریاست کی حدود سے باہر جانے کی ممانعت کر دی ہے بعض دیہات میں کاشتکاروں نے جاگیرداروں کو مالیہ دینا بند کر دیا تھا۔ ایک ریگولیشن کے ذریعہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی جاگیردار وزیر وزارت کے پاس اس امر کی شکایت کرے۔ تو اس کا فرض ہوگا۔ کہ وہ سرکاری مالیہ کی طرح ہی اس کے واجبات وصول کرے۔ اور بقایا سے معہ سود بھی وصول کرے۔

برلن سے ۹ جون کی خبر ہے کہ گورنمنٹ ایک نئے قانون کے نفاذ پر غور کر رہی ہے۔ جس کے رو سے اسے اختیار دیا گیا ہے کہ تمام عادی مجرموں اور ان اشخاص کو جن کے دماغ میں کوئی نقص ہو۔ طبی [illegible] اولاد پیدا کرنے کے ناقابل بنا دیا جائے۔

لنڈن سے ۶ جون کی اطلاع ہے کہ موسمی آبزرویٹری کے دفتر سے اعلان کیا گیا ہے کہ کل ۴ بجے لنڈن میں درجہ حرارت ۸۹ ڈگری تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گذشتہ سو سال میں اتنا گرم دن کبھی نہیں ہوا۔

نیپلز سے ۶ جون کی اطلاع ہے۔ کہ ۴ جون کی شام سے اٹلی کا مشہور آتش فشاں پہاڑ ویسوویس پھٹ گیا ہے۔ اور ۹ فٹ فی منٹ کی رفتار سے لاوا اس میں سے بہہ رہا ہے۔ جو اگرچہ اس وقت تک پہاڑ کے دہانہ کے اندر ہی بند ہے۔ لیکن اندیشہ ہے کہ اگر اس کے دباؤ کی وجہ سے دہانہ کی دیواریں پھٹ گئیں۔ تو اس کی تباہ کاریاں ہولناک ہونگی

کانگرس کے تمام لیڈروں کے وسط جون میں پونہ میں جمع ہونے کی توقع ہے۔ اس اجتماع میں آئندہ پالیسی پر غور کیا جائیگا۔ اس وقت تین قسم کے خیالات ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے۔ کہ چونکہ گورنمنٹ نے گاندھی جی کی صلح کی کوششوں کو ٹھکرا دیا تھا۔ اس لئے سول نافرمانی کو از سر نو شروع کر کے آخری دم تک جد و جہد کرنی چاہئے۔ اور موجودہ حالات میں چونکہ سول نافرمانی مشکل ہے اس لئے اسے انفرادی طور پر جاری کیا جائے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے۔ کہ سول نافرمانی فی الحال غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دی جائے۔ اور ملک کے سامنے ایک نیا پروگرام رکھا جائے۔ جس سے از سر نو ملک کے اندر جوش پیدا ہو سکے۔ اور اچھوت ادھار تحریک کے ساتھ ساتھ بدیشی اشیاء کا بائیکاٹ۔ شراب نوشی کے خلاف جد و جہد۔ اور دیہاتوں کی اصلاح وغیرہ امور اس پروگرام میں شامل کئے جائیں۔ لیکن تیسرا فریق کہہ رہا ہے۔ کہ سب باتوں کو چھوڑ کر اس وقت کونسلوں پر ہمیں قبضہ کرنا چاہئے آخری فیصلہ گاندھی جی پر چھوڑا گیا ہے۔

بنارس کے نزدیک ۶ جون کو پنجاب میل ٹرین گذر رہی تھی۔ کہ ایک پھاٹک پر لاری سامنے آگئی۔ جس میں ۲۰ سواریاں تھیں۔ ان میں سے ۱۸ ہلاک ہو گئیں۔

قرطاس ابیض جو اس وقت تک صرف انگریزی میں تھا۔ اب اس کا ترجمہ اردو اور ہندی میں بھی شائع کر دیا گیا ہے۔ جو ۴ قیمت پر سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری الہ آباد سے مل سکتا ہے۔

اخبار زمیندار کے مالکان نے حسب معمول ایک سابق منیجر عبد الکریم خاں کے واجبات ادا نہیں کئے۔ جس نے وصولی کی کوئی صورت نہ پا کر دفتر زمیندار کے سامنے ستیہ گرہ شروع کر دیا ہے۔ وہ ہر روز صبح آٹھ سے بارہ تک اور پھر دو بجے سے شام تک اخبار مذکور کے دفتر کے سامنے ایک بورڈ لگا کر کھڑا رہتا ہے۔ جس پر لکھا ہے۔ مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پیشتر دی جائے۔

مہاراجہ الور کے متعلق اخبار "ریاست" لکھتا ہے کہ ان کے پاس پچاس لاکھ روپیہ کے سرکاری تمسکات تھے جسے وہ اپنا ذاتی روپیہ شمار کرتے تھے۔ مگر انگریز وزیر اعظم نے یہ رقم مہاراجہ کے حوالہ کرنے سے اس لئے انکار کر دیا ہے کہ یہ روپیہ ریاست کا ہے۔ یہی وجہ مہاراجہ نے دو لاکھ روپیہ سالانہ الاؤنس لینے سے بھی انکار کر دیا ہے اور یورپ جانے کے لئے کسی دوست سے قرض لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

سر غلام حسین ہدایت اللہ کو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب دیا گیا ہے۔ جو اس بات کی علامت سمجھی جاتی ہے کہ آپ کو غالباً صوبہ سندھ کا پہلا گورنر بنایا جائیگا۔

دربار کشمیر نے ۷ جون کو سری نگر سے اعلان کیا ہے کہ کل تمام دن عورتوں اور بچوں کے ہجوم جن میں سے بعض کے ساتھ مرد بھی تھے۔ شہر کے مختلف حصوں میں گھومتے اور نعرے لگاتے رہے۔ پولیس انہیں منتشر کرتی رہی۔ اور شام کے وقت ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا۔ آج بھی دو پر شور مظاہرے کئے گئے۔ جنہیں بآسانی منتشر کر دیا گیا اور بعض گرفتاریاں بھی کی گئیں۔

حکومت ہند نے ۷ جون کو اعلان کیا ہے۔ کہ انڈیمان سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ بھوک ہڑتالیوں کی حالت تسلی بخش ہے۔ حکومت ہند پنجاب گورنمنٹ کے مشورہ سے کرنل بارکر انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب کو جنہیں بھوک ہڑتالیوں کا خاص تجربہ ہے۔ انڈیمان بھیج رہی ہے۔ تا وہ ہڑتالیوں کی نگرانی کر سکیں۔ کرنل موصوف ۱۱ جون کو مدراس سے روانہ ہو جائیں گے۔

شملہ سے ۷ جون کی خبر ہے کہ اسمبلی کے ۳۰ ممبروں کا ایک وفد ہوم ممبر کی خدمت میں اس لئے پیش ہونے والا ہے۔ کہ انڈیمان کے سیاسی قیدیوں کی بھوک ہڑتال ختم کرانے کی کوشش کی جائے۔

پونا سے ۷ جون کو گاندھی جی کی صحت کے متعلق جو بلیٹن شائع کیا گیا۔ وہ مظہر ہے کہ گاندھی جی کی رفتار صحت خلاف توقع سست ہے اور بجائے اضافہ کے گذشتہ دو روز میں آپ کا وزن بقدر دو پونڈ کم ہو گیا ہے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی